Majallah Tahqiq
Research Journal of
the Faculty of Oriental Learning
Vol: 35, Sr.No.94, 2014, pp 29 - 42

مجلہ تحقیق
مجلہ کلیہ علوم شرقیہ
جلد ۳۵، جنوری۔ مارچ ۲۰۱۴ء، شمارہ ۹۴

مسلم معاشرے میں ترجیحاتِ نکاح
(قرآن وسنت کی روشنی میں)

صباحت رمضان سیالوی ☆

Abstract:

To perform marriage(Nikah) is the graceful and convenient source of meeting of man and woman.Which is introduced in various shapes of every religion.Islam has made Nikah so simple and convenient like other things but with time to time it becomes more difficult and complicated.The one of its particular reasons is based on lack of balance in the priorities of it,not having accurate knowlegde and realistic meaning about the conditions of Nikah.It has been discussioned as under subject for making this islamic Nikah much easier.Nikah has been determined with accurate preferences in the light of Quran and Sunnah,sothat this important and great act has been continued in every class of Pakistani muslim society.

مرد وعورت پر مشتمل انسانی معاشرہ ایک دوسرے کے وجود سے غافل یا بے نیاز نہیں رہ سکتے، قدرت نے دونوں کو فطری قانون کے تحت ایک دوسرے کی ضرورت بنایا ہے یہی ضرورت محبت کی صورت میں رشتۂ ازدواج قائم کر کے خاندان کے قیام کا سبب بنتی ہے، اللہ تبارک وتعالی نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔

☆ ایم فل اسکالر، منہاج یونیورسٹی، لاہور

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْا اِلَیْھَا وَجَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّۃً وَّرَحْمَۃً اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَاتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ(۱)

اسکی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لیے تم ہی میں سے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو، اور اس نے تمہارے درمیان محبت و رحمت پیدا کردی، بے شک اس میں غور وفکر کرنے والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔

محولہ بالا آیۃ مبارکہ میں ایک طرف انسان کی دو جنسی تقسیم میں تخلیق کی حکمت بیان کی گئی ہے تو دوسری طرف اس رشتے کے فوائد کو خوبصورت پیرائے میں ذکر کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل نے مرد کی ذات میں عورت کے لیے اور عورت کی ذات میں مرد کے لیے تخلیق کردہ محبت سے مربوط فطری سکون کا ذکر کیا ہے اور فطری محبت اور لگاؤ کا یہی قانون زوجیت کی اساس ہے۔

دنیا کی ہر قوم میں مذہب سے قطع نظر شادی ہی وہ طریقہ ہے جو نسلِ انسانی کی نمو کے لیے باعزت اور قابلِ قبول طریقہ سمجھا اور اختیار کیا جاتا ہے اسلام میں شادی کے لیے لفظ نکاح استعمال کیا گیا ہے اسلام میں نکاح مرد و عورت کے مابین ایک شرعی تعلق کا نام ہے نکاح کا لفظی معنیٰ ''اَلْوطْءُ، وَالْعَقْدُ لَہٗ '' (۲) یہ لفظ ''نَکَحَ '' سے بنا ہے جبکہ نکاح کا لغوی معنیٰ شادی ہے ''نَکَحَ الْمَرْأَۃُ'' عورت سے شادی کرنا (۳) لفظ نکاح شریعتِ اسلامی کی ایک معروف اصطلاح ہے جس کا اطلاق شوہر اور بیوی کے ازدواجی معاہدے پر ہوتا ہے عبدالرحمٰن الجزیری نے نکاح کا معنیٰ وابستگی اور پیوستگی کے بیان کیے ہیں (۴) نکاح بنیادی طور پر دو غیر محرم مرد و عورت کو ایک معاہدے سے وابستہ کرنے کے بعد دونوں کو ایک ایسے رشتے سے جوڑ دیتا ہے کہ دونوں ایک دوسرے سے وابستہ ہو جاتے ہیں۔ نکاح ایک بنیادی اور فطری ضرورت ہے اسلام میں نکاح کا سب سے بڑا مقصد پاکیزہ معاشرے کا قیام ہے اور نکاح کا سب سے بڑا فائدہ نسلِ انسانی کی بقاء ہے۔ اسلام میں نکاح ایک دینی و مذہبی عمل بھی ہے، یہ ایک گہرا تمدنی، اخلاقی اور قلبی تعلق ہے، یہی وجہ ہے کہ اسلام نے نکاح کے اصول وضوابط مقرر کیے ہیں اور فریقین کو حقوق کی ادائیگی کا پابند کیا ہے تا کہ شوہر اور بیوی ایک

دوسرے کے حقوق درست طریقے سے ادا کریں اور باہم حق تلفی سے محفوظ رہیں۔

کسی بھی کام کو سرانجام دینے کے لیے جو انداز اختیار کیا جاتا ہے اسے طریقہ کہا جاتا ہے اور کام کو بہترین طریقے سے سرانجام دینا اس کام کا ادب کہلائے گا، نکاح کا ادب یہ ہے کہ نکاح کے انعقاد و قیام میں ترجیحاتِ نکاح وشرائط نکاح کو ملحوظ رکھا جائے کامیاب نکاح کی بقاء اسکے مقاصد و فوائد کے حصول پر منحصر ہے اس کے لیے نکاح کی حقیقت سے واقفیت شرط ہے، انعقادِ نکاح کے دو رکن ہیں جو نکاح کا جزو ہیں جن کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا جیسا یجاب وقبول، ایجاب سے مراد یہ ہے کہ فریقین میں سے مرد یا عورت نکاح کے الفاظ ادا کرے اور دوسرے فریق کا اثبات میں جواب دینا اور نکاح کو اختیار کرنا قبول کہلاتا ہے اور ایجاب وقبول کا ایک ہی مجلس میں ہونا شرط ہے، ایجاب و قبول کے لیے ماضی کا صیغہ کہا جائے گا (۵)، عورت اگر عاقلہ و بالغہ ہے تو اسے نکاح کا اختیار ہے ورنہ اسکی اجازت ولی پر موقوف ہے، نکاح کی بنیادی شرائط فریقین کا راضی ہونا، دو گواہوں کا ہونا، اور گواہ سے مراد دو مردوں یا ایک مرد اور دو عورتیں ہیں، جبکہ گواہوں میں چار باتیں شرط ہیں آزادی، عقل، بلوغ اور اسلام۔حقِ مہر، حسبِ استطاعت شوہر اور بیوی کا رضامندی کے ساتھ مہر مقرر کرنا (۶) اور اس کی اساس قرآن کی آیت ہے۔

وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓئًا مَّرِيْٓئًا (۷)

اور عورتوں کو ان کے مہر خوشی سے دے دیا کرو، ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تم کو چھوڑ دیں تو اسے ذوق وشوق سے کھالو۔

مسلمان مرد کا کافرہ یا مشرکہ عورت سے نکاح نہیں ہوسکتا مگر کتابیہ سے کیا جائے تو ہو جائے گا جبکہ مسلمان عورت کا نکاح کافر، مشرک یا کتابی مرد سے ناجائز وحرام ہے (۸)۔

نکاح کرنے کے اعتبار سے عورتوں کی دو قسم ہے ایک وہ جن سے نکاح جائز ہے دوسری وہ جن سے وقتی یا دائمی نکاح ناجائز وحرام ہے وہ عورتیں جو نامحرم ہیں ان سے نکاح جائز وحلال ہے

دوسری وہ جو محرمات ہیں مثلا ماں، بہن، نانی، دادی، پھوپھی اور خالا وغیرہ یہ وہ عورتیں ہیں جن سے ہمیشہ کے لیے نکاح حرام و ناجائز ہے جبکہ کچھ عورتیں ایسی ہیں جن کے ساتھ رشتہ داری جڑنے کی بنا پر نکاح ناجائز وحرام ہے مثلا خالا بھانجی یا پھوپھی بھتیجی سے بیک وقت نکاح حرام ہے(۹)۔

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُجْمَعُ بَیْنَ الْمَرْأَةِ وَ عَمَّتِهَا ، وَلَا بَیْنَ الْمَرْأَةِ وَ خَالَتِهَا. (۱۰)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی عورت اور اس پھوپھی اور کسی عورت اور اس کی خالہ کو نکاح میں جمع نہ کیا جائے۔

نکاح کا تحریری ریکارڈ ضروری ہے نکاح درست ہونے کے لیے رجسٹرڈ ہونا شرط نہیں ہے مگر پاکستان میں مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961ء کی رو سے ہر وہ نکاح جو اسلامی قوانین کے مطابق ہو اس کا رجسٹرار نکاح کے پاس اندراج ہونا ضروری ہے اگر ایسا نہیں کیا گیا تو یہ قابلِ سزا جرم ہے نکاح کو رجسٹرڈ کرنے کی غرض سے ہر نکاح رجسٹرار رجسٹرڈ برائے اندراج نکاح کو منظم کرتا ہے(۱۱) مسلم فیملی لاء آرڈیننس 1961 کی دفعہ ۱۰ میں حقِ مہر کا ذکر ہے اس دفعہ کی رو سے اگر نکاح نامے میں حقِ مہر کی ادائیگی کی تخصیص نہ کی گئی تو پورے حقِ مہر کی ادائیگی لازمی ہو جائے گی (۱۲) نکاح و رخصتی کے بعد بیوی کا کھانا پینا، لباس، رہنے کے لیے مکان اور دیگر ضروریاتِ زندگی اس کے شوہر کے ذمہ ہے شرعی اصطلاح میں اسے نفقہ کہتے ہیں جو شوہر کے ذمہ واجب ہے اس کا واضح ثبوت قرآنِ کریم کی آیتِ مبارکہ سے ملتا ہے۔

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَ بِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ (۱۳)

مرد عورتوں کے سربراہ ہیں، اس لیے کہ اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ انہوں نے مال خرچ کیے حق مہر اور نفقہ کے لیے۔

نکاح کی شرعی حیثیت سنت ہے آپ ﷺ نے فرمایا۔

اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ وَفِیْ حَدِیْثٍ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ. (۱۴)

نکاح میری سنت سے ہے اور ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جس نے میری سنت سے اعراض کیا اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

نکاح کے لیے یہ بھی مستحب ہے کہ اعلانیہ ہو، نکاح سے پہلے خطبہ ہو جو حدیث میں وارد ہے، مسجد میں ہو، جمعہ کے دن ہو، گواہوں کے سامنے ہو، عورت عمر، حسب، مال، عزت میں مرد سے کم ہو، اخلاق وتقویٰ و جمال میں بیش ہو(۱۵) نکاح کے لیے شوال کے مہینے کا بھی ذکر ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَاقَالَتْ تَزَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰه صَلَّی اللّٰه عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ شَوَّالَ، وَبَنٰی بِیْ فِیْ شَوَّال فَأَیُّ نِسَاءِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ أَحْظٰی عِنْدَهُ مِنِّیْ (۱۶)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شوال میں مجھ سے شادی فرمائی، شوال میں ہی پہلی بار رات کو میرے پاس تشریف لائے، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں مجھ سے بڑھ کر آپ کو کون آپ کو پسندیدہ تھی؟

نکاح اعلانیہ اور مسجد میں کیا جانا زیادہ پسندیدہ ہے خفیہ نکاح کیا تو ہو جائے گا مگر ناپسندیدہ ہوگا جبکہ اس سے معاشرتی مسائل بھی پیدا ہوں گے، اور مسجد میں نکاح کی بڑی حکمت یہ ہے کہ مسجد سے بڑھ کر بابرکت جگہ اور کوئی نہیں، یہ وہ جگہ ہے جو اللہ کی عبادت کے لیے وقف ہے اور نکاح میں اللہ کے عبادت گزار لوگ بھی اس نیک کام میں شریک ہوں گے اور ان کی دعائیں بھی یقیناً شاملِ نکاح ہو جائیں گی، مسجد میں جگہ بھی وسیع ہوتی ہے نکاح میں رشتے داروں اور دوست احباب جمع ہوتے ہیں جن کے لیے وسیع جگہ درکار ہوتی ہے مسجد میں نکاح کرنے سے یہ سہولت بھی میسر آ جائے گی، چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَصْلُ مَا بَيْنَ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ الدَّفُّ وَالصَّوْتُ فِي النِّكَاحِ (۱۷)

حضرت محمد بن حاطب سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حلال و حرام (نکاح وزنا) کے درمیان فرق دف اور نکاح کو اعلانیہ کرنے سے ہے۔

دف بجانا اور اس دف کے ذریعے نکاح کا اعلان کرنا سنت ہے، ربیع بنت معوذ سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ جس رات میں دلہن بنی اس کے دوسرے دن رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کنیزیں دف بجا بجا کر گا رہی تھیں (۱۸) نکاح خوشی کا موقع ہے اسی لیے دف بجا کر خوشی منانے کی اجازت دی گئی ہے اور ایک حکمت ہے کہ دف کی آواز گویا شادی کا اعلان بھی ہے۔

شادی کے ارادے کے بعد سب سے پہلا مرحلہ مناسب رشتے کی تلاش ہے اس کے لیے جو معیار اسلام نے سمجھایا ہے وہی شادی میں آسانی پیدا کرسکتا ہے اور وہی شادی کو قائم رکھنے میں مددگار ثابت ہوسکتا ہے بصورت دیگر جو معیار ہم نے وضع کیے ہوئے ہیں وہ نا صرف ہمارے لیے مشکلات پیدا کررہے ہیں بلکہ طلاق کی شرح میں اضافہ کا باعث بھی ہیں پاکستانی معاشرے میں رشتے کے لیے ان چیزوں کو ضروری سمجھا جاتا ہے جو عقل کے خلاف ہوتی ہیں اور دین میں بھی اس کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی مثال کے طور پر بعض خاندانوں اور برادریوں کے اندر لڑکے یا لڑکی کے لئے مناسب رشتہ موجود نہیں ہوتا اور دوسرے خاندان یا برادری میں بہت موزوں رشتہ موجود ہوتا ہے مگر لوگ اپنی برادری یا خاندان سے باہر صرف اس وجہ سے لڑکے یا لڑکی کا رشتہ نہیں کرتے کہ یہ رشتہ ان کے اپنے خاندان یا برادری سے باہر ہوتا ہے اور یوں اس لڑکی یا لڑکے کی شادی کی مناسب عمر گزر جاتی ہے کچھ گھرانے ایسے بھی ہیں جو اگر اپنی لڑکی یا لڑکے کا رشتہ کسی گھر سے جوڑنا چاہتے ہیں تو وٹہ سٹہ کے مطالبے کے ساتھ جوڑتے ہیں کہ اگر ہماری بیٹی شادی ہو کر آپ کے گھر جائے گی تو آپ کی بیٹی بھی ہمارے گھر بیاہ کر آئے گی اپنے تئیں گویا ضمانتی رشتہ جوڑنے کے متمنی ہوتے ہیں حقیقت میں یہ بھی جبر کی ایک صورت ہے اور اس کے اثرات اچھے نہیں ثابت ہوتے یا تو وہ رشتے قائم ہی نہیں

ہوتے اگر ہو جائیں تو اس کے برے اثرات دونوں خاندانوں کو اپنی لپیٹ میں لیے رکھتے ہیں ایک کے معاملات اگر صحیح نہیں ہیں تو بھائی کو اس کی بیوی پر بلاوجہ تنگی کے لیے آمادہ کیا جائے گا صرف اس لیے کہ ان کی بیٹی خوش نہیں ہے تو ہم بھی ان کی بیٹی کو تنگ کریں بالآخر دونوں خاندانوں میں لڑائی جھگڑے کی نوبت آجاتی ہے اور یہی وجہ خاندانوں کے ٹوٹنے کا سبب بن جاتی ہے، اگر رشتہ جوڑتے وقت ان باتوں پر غور کر لیا جائے تو رشتہ ٹوٹنے کی نوبت پیدا نہیں ہوتی یہ ایک انتہائی نامناسب معیار ہے اور برصغیر کے مسلمانوں پر ہندوانہ سوچ کی ایسی گہری چھاپ کا اثر ہے جو ساٹھ سال کے بعد بھی کم نہیں ہوا، بعض اوقات لڑکی سے رشتہ اس لیے منع کر دیا جاتا ہے کہ وہ ماڈرن نہیں ہے، فیشن ایبل نہیں ہے اور لڑکے سے رشتہ اس لیے منع کر دیا جاتا ہے کہ اسے دنیاداری نہیں آتی دین دار ہے داڑھی والا ہے داڑھی دیکھ رشتے سے انکار کر دیا جاتا ہے، بعض جگہ کم شکل اور ان پڑھ اور غریب اور بے سہارا لڑکی کا رشتہ تلاش کیا جاتا ہے تا کہ وہ ہمیشہ احسان مند رہے اور برے سلوک پر بھی آواز بلند کرنے کی جرأت پیدا نہ ہو، پاکستان میں دیہاتی معاشرے میں زیادہ تر خواتین کو ان کے حقوق سے آگاہ ہونے کی راہیں مسدود کر دی جاتی ہیں جب بنیادی حقوق سے ناواقفیت ہوگی تو جائز حق کے لیے آواز بلند کرنے کا امکان بھی پیدا نہیں ہوگا، ایسے لوگوں کی سوچ اور طرزِ فکر قابلِ افسوس ہے اور ان کے لیے ضروری ہے کہ وہ شریعت کی پسندیدگی سے آگاہ ہوں اور اس پسند کو ترجیح دیں جس کو اسلام ترجیح دیتا ہے۔

اسی مناسبت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

عَنْ أَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُنْکَحُ النِّسَاءُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ(۱۹)

حضور ﷺ نے فرمایا کسی بھی عورت سے تین وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے حسب، مال، جمال اور دین، تجھے چاہیئے کہ دین والی کو ترجیح دو۔

مذکورہ بالا حدیث میں دین والی کو ترجیح دینے کی ترغیب ہے، اگر مال کے لیے شادی کی تو

خرچ کرنے سے مال ختم ہو جاتا ہے ایک وقت آئے گا کہ مال نہیں رہے گا جو نکاح مال کی وجہ سے کیا تھا وہ وجہ ختم ہونے کے بعد اس رشتے کو بنائے رکھنے کا کیا جواز ہوگا، حسب میں اگر بہت اعلی خاندان، یا کم حسب لڑکی سے رشتہ جوڑا اور لڑکا اس کے معیار کے مطابق نہیں ہوا یا لڑکی لڑکے کے خاندان کے معیار کے مطابق نہیں ہوئی تو اس رشتے کے بنے رہنے کے امکانات کم اور ختم ہونے کے امکانات زیادہ ہوں گے، شوہر اور بیوی کے درمیان محبت نہیں پیدا ہو سکے گی بلکہ شوہر اور بیوی کے مابین رشتہ احساسِ برتری اور احساسِ کمتری کی کشمکش کا شکار رہے گا، جمال وہ شے ہے جو عمر کی تبدیلی کے ساتھ ساتھ کم ہو جاتا ہے ایک پہلو یہ بھی ہے کہ اگر لڑکی حسین وجمیل ہے اور حسین لڑکی کی شادی بدصورت لڑکے سے یا بدصورت لڑکی کی شادی خوبصورت لڑکے سے ہو جائے تو دونوں کا دل ایک دوسرے کی طرف مائل نہیں ہوگا یوں اس رشتے کو قائم رکھنا مشکل ہوگا جمال کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ محبت اور الفت کا ذریعہ ہے اس لیے نکاح سے قبل لڑکی کو دیکھنا سنت ہے اس کا واضح اشارہ حدیث میں موجود ہے۔

عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ خُطَبْتُ إِمْرَأَةً عَلٰى عَهْدِ الرَّسُوْلِ ﷺ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ أ نَظَرْتَ إِلَيْهَا؟ قُلْتُ: لاَ قَالَ : فَانْظُرْ إِلَيْهَا فَإِنَّهُ أَجْدَرُ أَنْ يُؤْدَمَ بَيْنَكُمَا۔(۲۰)

حضرت مغیرہ بن شعبہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے ایک عورت کو پیغامِ نکاح دیا تو مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے دیکھ لیا ہے میں نے کہا نہیں فرمایا اسے دیکھ لو کہ یہ تمھاری آپس کی دائمی محبت کا ذریعہ ہے۔

ہمارے معاشرہ اس بارے اس بارے میں افراط وتفریط کا شکار ہے اور حدیث میں جو ذکر ہے کہ دین داری کو ترجیح دو اس کے معنی یہ ہیں کہ فقط جمال حسب یا مال کو فوقیت نہ دو بلکہ حسب، مال ، جمال کے اوپر اگر کوئی چیز فوقیت رکھتی ہے تو وہ دین داری ہے اور دین داری کو زوال نہیں ہے، دین داری کی خوبی یہ ہے کہ وقت گزرنے کے ساتھ بڑھتی جاتی ہے اس کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ اولاد کی تربیت نیک ماں کے ہاتھوں سے ہوگی، عورت کی دین داری اور پارسائی دنیا کی سب سے قیمتی متاع

جس کی تائید حدیث پاک کرتی ہے۔

عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ الدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ. (۲۱)

حضورعلیہ السلام نے فرمایا کہ پوری دنیا ایک متاع ہے اور اس متاع کی بہترین چیز نیک بیوی ہے۔

اگر عورت پارسا نہیں ہوگی تو مرد کے مال میں خیانت کرے گی تو شوہر فکر مند ہوگا اور اگر بدکردار ہوگی تو شوہر کی بدنامی کا باعث ہوگی منع کرنے پر زندگی تلخ ہوجائے گی اور طلاق سے بہتر حل نہیں ہوگا، مرد سے شادی کرنے سے قبل بھی دین داری اور پارسائی کو فوقیت دی جانی چاہیے دینداری صرف عورت کے لیے شرط نہیں ہے بلکہ مرد کے لیے بھی اسی ضروری ہے جس قدر عورت کے لیے ضروری ہے چنانچہ حدیث پاک ہے۔

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَة قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ إِذَا خَطَبَ إِلَيْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِيْنَهٗ وَ خُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ عَرِيْضٌ (۲۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ علیہ السلام نے کہ جب تمہیں پیغام نکاح وہ شخص دے جس کی دینداری اور اخلاق تم کو پسند ہیں تو نکاح کردو اگر یہ نہ کرو گے تو زمین میں فتنے اور بڑے فساد برپا ہوجائیں گے۔

نکاح اسلام میں جس قدر ضروری ہے اسی قدر اسلام نے نکاح کو آسان بھی بنایا ہے پاکستانی معاشرے میں جو نکاح اور شادیاں ہورہی ہیں وہ ناصرف مشکل بلکہ کسی حد تک ناممکن نظر آرہی ہیں، ہمارے معاشرے میں رسم ورواج کی بہت اہمیت ہے، اور ان پر بہت زور دیا جاتا ہے ، پاکستان میں برصغیر کی تہذیب وتمدن کے اثرات اسلامی تعلیمات پر غالب ہیں جن کا مظاہرہ شادی کے مواقع پر ہوتا ہے شادی کے دوران روا رکھی جانی والی غلط رسوم مثلاً ستارے ملا کر رشتہ کرنا، منگنی کی رسم اور اس میں لین دین، شادی کی تاریخ طے کرنا، جہیز، بری، نمود ونمائش، فائرنگ وآتشبازی، مایوں

، تیل، مہندی، پیسے وارنا، مہمانوں کی کثرت، ناچ گانا، ڈھول باجے اور عورتوں کا ناچ گانا، منہ دکھائی، دولہا دلہن کے ہاتھ پر گانہ باندھنا، سہرا باندھنا، ہار پہنانا، واگ پھرائی، سلامی، اخراجات کی کثرت، بارات روک کر پیسے لینا، جوتا چھپائی، دودھ پلائی، گھٹنہ بٹھائی، مکلاوہ وغیرہ ایسی زائد اور ناجائز رسومات ہیں کہ جن کے بغیر شادی نامکمل سمجھی جاتی ہے۔

رشتہ طے کرتے وقت لڑکا اور لڑکی کے ستارے ملائے جاتے ہیں، ستارے ملانے سے مراد یہ ہے کہ کسی بے عمل بے دین عامل سے رجوع کیا جاتا ہے جو حساب لگا کر بتاتا ہے کہ یہ رشتہ صحیح رہے گا یا نہیں، یہی ستارے ملانا ہے، یہ ایک بالکل غیر شرعی اور ہندوانہ رسم ہے ستاروں کا نکاح وتقدیر سے کوئی تعلق نہیں ہے، اس نظریہ کی نفی حدیث پاک سے ثابت ہے چنانچہ ارشاد رسول ﷺ ہے۔

قَالَ قَتَادَةُ (وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَاءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ) خَلَقَ هٰذِهِ النُّجُومَ لِثَلٰثٍ: جَعَلَهَا زِينَةً لِّلسَّمَاءِ وَ رُجُومًا لِّلشَّيَاطِينَ وَ عَلَامَاتٌ يَهْتَدِي بِهَا فَمَنْ تَأَوَّلَ فِيهَا بِغَيْرِ ذَالِكَ أَخْطَأَ وَأَضَاعَ نِصِيبَهُ وَ تَكَلَّفَ مَالَا عِلْمَ لَهُ بِهِ .(۲۳)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے کہا (اللہ کا ارشاد ہے) اور بلاشبہ ہم نے قریب کے آسمان کو چراغوں سے مزین کیا، یہ ستارے تین فائدے کے لیے پیدا کیے ہیں: آسمان کی زینت کے لیے اور شیطانوں کو سنگسار کرنے کے لیے اور علامتیں ہیں جن سے راستہ جانا جاتا ہے، جس نے ان کے علاوہ اور کوئی تاویل کی اس نے غلطی کی اور اس نے علم سے اپنا حصہ ضائع کر دیا اور جس کا اسے علم نہیں تھا اس کو بھی ضائع کر دیا۔

منگنی کی باقاعدہ رسم ادا کی جاتی ہے لڑکی لڑکے کو انگوٹھی پہناتی ہے اور لڑکا لڑکی کو انگوٹھی پہناتا ہے مرد عورت کا اختلاط ہوتا ہے گانا بجانا ہوتا ہے، منگنی نکاح نہیں ہے بلکہ نکاح کا وعدہ ہے نکاح سے پہلے لڑکی اور لڑکا ایک دوسرے کے لیے نامحرم ہیں اور اجنبی کا چھونا حرام ہے (۲۴)

جہیز، جہز (۲۵) سے نکلا ہے جس کا مطلب تیار کرنا، مہیا کرنا ماں باپ اپنی بچی کو شادی پر جو اشیاء دیتے ہیں اصل میں جہیز ان تحائف کا نام ہے (۲۶) شادی کے موقع پر ماں باپ اپنی بیٹی کو دیتے ہیں لڑکی کو جہیز حسب توفیق دیا جائے جس میں نا تو اسراف ہو اور نا ہی قرض لے کر جہیز دیا جائے جہیز لڑکی کی ملک ہوتا ہے لڑکے اور اس کے گھر والوں کا اس پر کوئی حق نہیں ہے، اور نہ ہی لڑکے

کا مطالبہ جہیز کے کیسے درست ہے مصلحت کا تقاضا ہے کہ اس رسم کو سادگی سے ادا کیا جائے یا سرے سے ختم کر دیا جائے کیوں کہ اس کے مفاسد زیادہ ہیں اور مصالح کم ہیں ،جہیز کی ممانعت میں کوئی صریح حکم قرآن وسنت میں نہیں ہے،لڑکی کو جہیز دینا بھی محض ایک رسم ہے،قرآن پاک نے اس کا حکم نہیں دیا ،لڑکے کا جہیز طلب کرنا بڑی زیادتی ہے،قرآن نے اسے کچھ دینے کے لیے کہا ہے لینے کے لیے نہیں۔جہیز کے مطالبات ہمارے لیے مشکلات میں اضافہ کا باعث ہیں اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاسکتا ہے شعبہ سماجی بہبود کی ایک طالبہ نے ۱۹۶۱ء میں لاہور کے ایک محلے حبیب گنج میں ایک جائزے کے بعد یہ انکشاف کیا کہ وہاں اس وقت ۳۹ لڑکیاں ایسی تھیں ،جن کی عمر شادی کے قابل تھی اوران کے ماں باپ ان کے رشتوں کی تلاش میں ہیں مگر جہیز کا معاملہ ایک رکاوٹ بنا ہوا تھا (۲۷)

یہ آج سے ۵۲ سال پہلے کی تعداد ہے اور آج پاکستان میں ۵۲% خواتین ہیں یقیناً اب ان کی تعداد سینکڑوں میں ہوگی اوراس کی بنیادی وجہ جہیز کی ادائیگی اور مطالبۂ جہیز ہے۔

نکاح سے کچھ دن پہلے ایک رسم ادا کی جاتی ہے اسے مایوں کہا جاتا ہے مایوں میں لڑکی کو زرد کپڑے پہنا کر گانا گا کر ابٹن لگا کر گھر کے ایک کمرے میں مخصوص جگہ پر بٹھا دیا جاتا ہے، تیل مہندی کی رسم ہوتی ہے لڑکے کو خواتین تیل لگاتی ہیں اور لڑکی کو مہندی لگائی جاتی ہے بعض خاندانوں میں لڑکے کو بھی مہندی لگائی جاتی ہے دلھا دلہن کو ابٹن لگایا جاتا ہے مایوں ،مہندی اور تیل کی رسم میں مرد وعورت کا اختلاط ہوتا ہے نامحرم عورتیں لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر ابٹن اور سر پر تیل لگاتی ہیں ،دلھا دلہن کی جانب سے لڑکے اور لڑکیوں کے درمیان گانے بجانے اور ناچنے کا مقابلہ ہوتا ہے جو اکثر اوقات پوری رات پر محیط ہوتا ہے ،مایوں ،مہندی اور تیل ہندوانہ رسوم ہیں اور اسلامی احکامات اور ماحول میں ان کی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ رسمیں حرام کاموں کا مجموعہ ہیں ،دلہن کو خواتین مہندی ،ابٹن ،اور دوسری سنگھار کی چیزیں لگا سکتی ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور لڑکے کو ابٹن اور تیل لگایا جاسکتا ہے مگر نا محرم خواتین کا چھونا حرام ہے لڑکے کو مہندی لگانا حرام ہے (۲۸) مایوں ،مہندی وغیرہ میں لڑکے لڑکیوں کا ناچنا گانا حرام وناجائز ہے یہی وجوہات ہیں جس کی وجہ سے نکاح والا گھر بے برکت ہو جاتا ہے کثرت سے ایسے حرام کام کیے جاتے ہیں جو اللہ کی رحمت سے دوری کا باعث بن جاتے ہیں۔

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ
بَعَثَنِیْ رَحْمَةً لِّلْعَالَمِیْنَ وَهُدًی لِّلْعَالَمِیْنَ وَأَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحَقِّ

اَلْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیرِ (۲۹)

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بے شک میرے رب نے مجھے تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے اور مجھے تمام جہانوں کے لیے ہدایت بنا کر بھیجا ہے اور میرے رب نے مجھے ڈھول اور بانسری توڑنے کا حکم دیا ہے۔

شادی والے گھر میں شادی سے پہلے اس قدر آتش بازی ہوتی ہے کہ محلے والوں کا سکون ختم ہو جاتا ہے اس سے بے دریغ مال بھی ضائع ہوتا ہے، تضیع مال حرام اور اسراف ہے، (۳۰) اور غلطی سے کسی کو لگ جائے تو جانی نقصان ہو جاتا ہے۔

رسم و رواج کے جائز و ناجائز ہونے کا تعین قرآن وسنت کے پیمانے سے کیا جائے گا، جو رسم قرآن وسنت سے متصادم ہیں وہ ناجائز و حرام ہیں، جو رسوم قرآن وسنت سے متصادم نہیں ہیں وہ جائز ہیں اور جو رسم و رواج قرآن سنت سے ثابت ہیں وہ مستحب ہیں اس کے کرنے پر ثواب بھی ہے ، کچھ رسومات کو اختصار سے ذکر کیا ہے مگر یہ ایک مستقل موضوع ہے جس پر باقاعدہ کتاب لکھی جاسکتی ہے، رسم و رواج کے معاملے میں پاکستانی معاشرہ افراط وتفریط کا شکار ہے، وہ طبقہ جو رسم و رواج کے خلاف ہے وہ صحیح کو بھی غلط سمجھ کر ترک کر رہا ہے جب کہ دوسرا وہ طبقہ ہے جو ہر جائز و ناجائز رسم کو جاری رکھے ہوئے ہے جو طبقہ تفریط کا شکار ہے وہ کثیر تعداد میں ہے، اصلاح دونوں طبقات کی ضروری ہے علم و آگہی وہ در ہے جو اعتدال کی راہ پر گامزن رکھتا ہے اور بھٹکنے سے محفوظ رکھتا ہے، ان مسائل کا حل ہمارے پاس اسلامی تعلیمات کی روشنی میں موجود ہے اور واضح اسلامی تصورِ نکاح عملی صورت میں موجود ہے، ایک مکمل ضابطۂ حیات کی موجودگی میں یہ حالتِ زار، ہمارے علم و عمل کی کمی کی وجہ سے ہے، اسلامی تعلیمات کو زندگی میں شامل کر کے اسوۂ حسنہ پر عمل پیرا ہو کر ان مسائل کو ختم کیا جاسکتا ہے، نکاح و شادی کو تمام غیر اسلامی رسومات سے پاک کر کے عائلی زندگی بہت سادہ، آسان اور خوبصورت بنائی جاسکتی ہے اسی طرح مسلم معاشرے میں بسنے والے تمام مسلمان اپنے ہاں منعقد ہونے والی شادی و نکاح کے لئے اسلامی ترجیحات نکاح کا انتخاب کریں تو جہاں ایک طرف انہیں گھریلو اور عائلی زندگی میں سکون میسر ہوگا وہاں دوسری طرف ایک قابل رشک اور قابل تقلید معاشرہ اور ماحول بھی سامنے آسکتا ہے۔

☆☆☆☆

حوالہ جات

(۱) القرآن الکریم، سورہ روم، آیت ۲۱
(۲) مجد الدین محمد بن یعقوب الفیروزآبادی، القاموس المحیط، بیروت ۔ لبنان، دارلکتاب العربی، باب ح فصل ن، ص ۲۵۷
(۳) لویس معلوف، مترجم مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی، المنجد عربی اردو، خزینۂ علم و ادب، اردو بازار، لاہور، ص ۹۳۵
(۴) عبدالرحمٰن الجزیری، کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ، المکتبہ التجاریۃ الکبریٰ، دارالفکر، ۱۹۶۹ء، الجزء الرابع، ص ۱
(۵) محمد امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ج دوم، حصہ ہفتم، ص ۷۔
(۶) ایضا، ص ۱۱
(۷) القرآن الکریم، سورہ نساء، آیت ۴
(۸) ملا نظام الدین وعلمائے ہند، الفتاوی الھندیۃ، دارالفکر، بیروت ۔ لبنان، کتاب النکاح، الباب الثالث فی بیان المحرمات، القسم الثانی، ج ۱، ص ۲۸۲
(۹) علامہ علاؤالدین محمد بن علی حصکفی، الدرالمختار، دارالمعرفتہ، بیروت ۔ لبنان، ۱۴۲۰ھ، کتاب انکاح، فصل فی المحرمات، ج ۴، ص ۱۲۲
(۱۰) مسلم بن حجاج قشیری،، صحیح مسلم، بیروت ۔ لبنان، دارالکتب العربی، کتاب النکاح، باب تحریم الجمع فی النکاح، ص ۵۶۲، حدیث ۳۴۳۶
(۱۱) مسلم فیملی آرڈیننس ۱۹۶۱ دفعہ ۵ ذیلی دفعہ ۲
(۱۲) مسلم فیملی آرڈیننس ۱۹۶۱ دفعہ ۱۰
(۱۳) القرآن الکریم، سورہ نسا، آیت ۳۴
(۱۴) علامہ متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری، کنزالعمال، بیروت، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ، کتاب النکاح، ج ۱۶، ص ۱۱۶، حدیث ۴۴۴۰۶
(۱۵) محمد امجد علی اعظمی، بہارِ شریعت، کراچی، مکتبۃ المدینہ، ج دوم، حصہ ہفتم، ص ۵، ۶
(۱۶) مسلم بن حجاج قشیری،، صحیح مسلم، بیروت ۔ لبنان، دارالکتب العربی، کتاب النکاح، استحباب التزوج فی شوال، ص ۵۶۸، حدیث ۳۴۸۳

(۱۷) الامام الحافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائی، سنن النسائی، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، کتاب النکاح، ص ۵۴۸، حدیث ۳۳۶۶
(۱۸) امام محمد غزالی، کیمیائے سعادت، اردو بازار، لاہور، شبیر برادرز، اصلِ دوم، باب ۳، ص ۲۴۱
(۱۹) الامام الحافظ ابی داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق الازدی السجستانی، سنن ابی داؤد، اردن، دارالاعلام، کتاب النکاح، باب ۲، ص ۳۲۹، حدیث ۲۰۴۷
(۲۰) الامام الحافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائی، سنن النسائی، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، کتاب النکاح، ص ۵۲۷، حدیث ۳۲۳۲
(۲۱) الامام الحافظ ابی عبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی ابن سنان النسائی، سنن النسائی، بیروت۔ لبنان، دارالکتب العلمیہ، کتاب النکاح، ص ۵۲۷، حدیث ۳۲۲۹
(۲۲) ولی الدین محمد بن عبداللہ الخطیب العمری التبریزی، مرأۃ المناجیح شرح مشکوۃ المصابیح، مترجم احمد یارخان نعیمی، مفتی، لاہور، اردو بازار، قادری پبلیشرز، ج ۵، کتاب النکاح فصل ۲، ص ۲۳
(۲۳) محمد بن اسماعیل، ابی عبداللہ، صحیح بخاری، دار طوق النجاہ، کتاب بداء الخلق، باب فی النجوم، ج ۴، ص ۱۰۷
(۲۴) امام احمد رضا خان، فتاوی رضویہ، لاہور، رضا فاؤنڈیشن، ج ۲۲، ص ۲۴۵
(۲۵) محمد انس رضا عطاری، رسم و رواج کی شرعی حیثیت، لاہور، مکتبہ فیضانِ شریعت، باب ۲، فصل چہارم، ص ۱۸۶
(۲۶) لویس معلوف، مترجم مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاوی، المنجد عربی اردو، خزینۂ علم و ادب، اردو بازار، لاہور، ص ۱۲۶
(۲۷) عابدہ علی، پروفیسر، عورت قرآن و سنت اور تاریخ کے آئینے میں، لاہور، سمن آباد، قرآن منزل، باب چہارم، ص ۴۶۴
(۲۸) احمد یارخان نعیمی، اسلامی زندگی، قادری پبلیشرز، ص ۲۶
(۲۹) ولی الدین محمد بن عبداللہ، مشکوۃ شریف، بیروت، المکتب الاسلامی، کتاب الحدود، باب بیان الخمر وعید شاربھا، ج ۲، الفصل الاول، ص ۳۳۲
(۳۰) وزیر احمد، تھل کی رسومات و نظریات اور اوہام کی شرعی حیثیت، ماہی والا، جمال چھپری، چوبارہ، ضلع لیہ، جامعہ ضیائے مدینہ، باب ا ص ۳۸